حجر اسود کی تنصیب سے متعلق بعض اردو سیرت نگاروں کے بیانات سے پیدا ہونے والی ایک غلط فہمی کا جائزہ

ڈاکٹر گل زادہ شیر پاؤ[1]

Abstract

In the early life of the Prophet Muhammad (SAW), there is mentioned an excellent role of the Prophet (SAW) in the construction of Ka'bah about installation of Black Ston (Hajar-e-Aswad) in its place. There was a disagreement among the different tribes of Quresh and they vowed to lay down their lives for this privilege. But when the matter came to the Prophet (SAW) on the suggestion of an elder person of Quresh, Abo Umayyah, He (SAW) resolved the issue with his great intelligence which He was granted by Allah Almighty. And thus the danger of fighting a big box was taken away. This shows your peaceful mind on the one hand, and on the other hand it is a clear argument of your understanding and foresight.

تعارف

سیرت نبوی علی صاحبہا الصلاۃ والتسلیم کے ابتدائی واقعات میں آپ ﷺ کی تعمیر کعبہ میں شرکت کا ذکر آتا ہے۔ اس میں بطورِ خاص یہ بات قابل ذکر ہے کہ حجر اسود کو اپنی جگہ نصب کرنے کے سلسلے میں قریش کے مختلف قبائل کے درمیان اختلاف ہوا اور اس شرف کو حاصل کرنے کے لیے انہوں نے جان کی بازی لگانے کا عہد و پیمان کیا۔ مگر قریش کے بزرگ سردار ابو اُمیہ کی ایک تجویز پر جب یہ معاملہ آپ ﷺ کے سپرد ہو گیا تو آپ ﷺ نے بڑی خوش اسلوبی سے اس مسئلے کو حل کر دیا۔ اور اس طرح ایک بڑی خوں ریز لڑائی کا خطرہ ٹل گیا۔ اس سے ایک طرف آپ ﷺ کی امن پسندی معلوم ہوتی ہے، تو دوسری طرف یہ آپ ﷺ کی معاملہ فہمی اور دور اندیشی کی روشن دلیل ہے۔

اس واقعے کو مولانا حکیم ابو البرکات عبد الرؤف قادری داناپوریؒ نے اختصار اور جامعیت کے ساتھ اس طرح بیان کیا ہے:

1۔ اسسٹنٹ پروفیسر قرطبہ یونی ورسٹی پشاور و مدرس جامعہ عربیہ حدیقۃ العلوم پشاور

آپ ﷺ کے حضرت خدیجہؓ سے عقد کرنے کے بعد قریش نے کعبۃ اللہ شریف کی جدید تعمیر کی۔ اس میں جب دیوار اس مقام تک پہنچی جہاں حجر اسود ہے تو قبائل میں اختلاف ہو گیا کہ حجر اسود کو اپنی جگہ پر کس قبیلے کا آدمی رکھے۔ اس وقت مشہور واقعہ تحکیم پیش آیا۔ آپ ﷺ کی عمر شریف اس وقت پینتیس سال کی تھی۔ تمام سردارانِ قبائل آپ ﷺ کے حکم ہونے پر خوش ہوئے اور آپ ﷺ نے ایسے عاقلانہ طریقے سے اس کا ایسا فیصلہ کیا کہ سب راضی ہو گئے اور ایک بڑی خوں ریز جنگ ہوتے ہوتے رُک گئی۔ سب نے آپ ﷺ کی قوتِ فیصلہ کی تعریف کی۔[2]

اس واقعے کا ذکر بچپن میں سکول کی نصابی کتابوں میں اس طرح پڑھا تھا کہ ابو اُمیہ نے تجویز دی کہ "کل" جو شخص سب سے پہلے بیت اللہ میں داخل ہو گا وہ اس معاملے کا فیصلہ کرے گا اور اللہ کا کرنا تھا کہ 'دوسرے دن' سب سے پہلے آپ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے، جس پر لوگوں نے خوشی سے نعرہ لگایا کہ صادق و امین آ گئے۔ یہ جو فیصلہ کریں گے ہم اس سے راضی ہوں گے۔ اکثر اردو سیرت نگار اس واقعے کو نقل کرتے ہوئے جن الفاظ کا انتخاب کرتے ہیں اس سے یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ یہ تجویز ایک مجلس میں پیش ہوئی، پھر یہ مجلس برخاست ہوئی اور اگلے دن جا کر دیکھا کہ سب سے پہلے آنے والے شخص آپ ﷺ ہیں۔

اس سے ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر لوگ خوشی سے نعرہ لگانے کے لیے موجود تھے تو خود کیوں بیت اللہ میں داخل نہیں ہوئے کہ اس عظیم شرف سے سرفراز ہو جاتے؟ بلکہ اس کے لیے تو لوگوں کو پوری رات بیت اللہ کے قرب و جوار میں گزار کر سب سے پہلے بیت اللہ میں داخل ہونا چاہیے تھا۔

کچھ عرصہ پہلے سکول کی ایک نصابی کتاب پر نظرِ ثانی کے دوران یہ سوال ایک بار پھر ذہن میں تازہ ہوا۔ چنانچہ جواب کے لیے سیرت کی اردو کتب کی ورق گردانی کی تو معلوم ہوا کہ حسبِ ذیل سیرت نگاروں کی عبارتوں سے یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے، جس پر مذکورہ بالا سوال بھی اُٹھتا ہے۔

وہ عبارتیں جن سے غلط فہمی پیدا ہوتی ہے

اردو سیرت نگاری کی معروف کتب میں سے جن کی عبارتوں سے اس واقعے کا درست تناظر سامنے نہیں آتا بلکہ قاری کے ذہن میں ایک غلط فہمی پیدا ہوتی ہے، ان میں سے چند عبارتیں حسبِ ذیل ہیں۔

*۔ علامہ شبلی نعمانیؒ اور ان کے شاگردِ رشید علامہ سید سلیمان ندویؒ کی کتاب سیرت النبی ﷺ اردو ادبِ سیرت میں کتابِ حوالہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس مقام پر سیرت النبی ﷺ کی عبارت یہ ہے:

2۔ داناپوری، عبدالرؤف، مولانا حکیم ابوالبرکات قادری، اصح السیر، نور محمد اصح المطابع و کارخانہ تجارتِ کتب، آرام باغ، کراچی، س ن، [کتابت محمد یعقوب ۱۹۵۷ء] ص۵۷

---پانچویں دن ابوامیہ بن مغیرہ نے---رائے دی کہ 'کل صبح' کو جو شخص سب سے پہلے حرم میں آئے وہی ثالث قرار دے دیا جائے۔ سب نے یہ رائے تسلیم کی۔ 'دوسرے دن' تمام قبائل کے معزز آدمی موقع پر پہنچے۔ کرشمۂ ربانی دیکھو کہ 'صبح' کو سب سے پہلے لوگوں کی نظریں جس پر پڑیں وہ جمالِ جہاں تابِ چہرۂ محمدی ﷺ تھا۔[3]

حیرت کی بات یہ ہے کہ بعد میں اردو کے اکثر سیرت نگاروں نے علامہ شبلی نعمانیؒ کی پیروی میں اس واقعے کو اسی انداز سے ذکر کیا ہے۔ چند مشہور سیرت نگاروں کی عبارتیں ملاحظہ ہوں۔

*- پیر کرم شاہ الازہریؒ کی کتاب ضیاء النبی ﷺ اردو میں سیرت کی تحقیقی کتابوں میں شمار کی جاسکتی ہے۔ انھوں نے ابو اُمیہ کے قول کو 'السیرۃ النبویۃ لابن کثیر' سے نقل کرنے کے بعد اس کا یہ ترجمہ کیا ہے:

اے گروہِ قریش! جس معاملے میں تمہارے درمیان اختلاف رونما ہوگیا ہے اس کا فیصلہ کرنے کے لیے اس شخص کو اپنا حکم بنالو جو 'کل' سب سے پہلے اس مسجد کے دروازے سے داخل ہو۔ اس بات پر سب متفق ہوگئے۔[4]

پھر آگے واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

'دوسری صبح' سب سے پہلے حرم شریف کے اس دروازے سے' جسے باب بنی شیبہ کہا جاتا ہے' حضور سرورِ کائنات ﷺ حرم مسجد میں داخل ہوئے۔ حضور کو دیکھ کر لوگوں کی مسرت کی کوئی حد نہ رہی۔ ان میں سے جو بزرگ ترین شخص تھا اس نے کہا: ہٰذَا الْاَمِیْنُ رَضِیْنَا بِہٖ حُکْماً* ہٰذَا مُحَمَّدٌ۔ یہ محمد ﷺ ہیں، یہ امین ہیں، ہم سب ان کے فیصلے پر راضی ہیں۔ جب حضور علیہ الصلاۃ والسلام ان کے نزدیک پہنچے تو انہوں نے سارا ماجرا عرض کیا۔ حضور نے ان کی عرضداشت کو قبول کرتے ہوئے فرمایا: ہَلُمَّ اِلَیَّ ثَوْباً۔ میرے پاس ایک چادر لے آؤ۔[5]

اس سے سابقہ سوال کا جواب تو کیا ملنا تھا، ایک اور سوال کھڑا ہوگیا، اور وہ یہ کہ ''جب حضور علیہ الصلاۃ والسلام ان کے نزدیک پہنچے تو انہوں نے سارا ماجرا عرض کیا'' سے معلوم ہوتا ہے کہ کیا آپ ﷺ کو اتنے بڑے 'ماجرا' کا علم ہی نہیں تھا؟ اگر اس 'ماجرا' سے مراد حجر اسود کے نصب کرنے کا معاملہ ہو تو اس کا تو تصور بھی نہیں ہو سکتا کہ معاملہ قتل و قتال

3۔ شبلی نعمانی، علامہ، سیرت النبی، دار المصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، یوپی، ہند، طبع جدید، ۲۰۰۳ء، ج ۱، ص ۱۳۰

4۔ الازہری، پیر کرم شاہ، ضیاء النبی ﷺ، مکتبہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، طبع چہارم، ربیع الاول ۱۴۲۰ھ، ج ۲، ص ۱۵۲۔

*- حُکْماً کا اعراب اسی طرح درج ہے۔ یعنی حاء پر پیش اور کاف پر جزم۔ ترجمہ بھی اسی کے مطابق کر دیا گیا ہے۔ درست حَکَماً معلوم ہوتا ہے۔ یعنی دونوں پر زبر، جس کے معنی ہیں: فیصلہ کرنے والا یعنی ثالث۔

5۔ الازہری، حوالۂ بالا۔

تک پہنچ گیا ہو، مگر آپ ﷺ پھر بھی اس سے بے خبر ہوں۔ اور اگر 'ماجرا' سے مراد ثالث بنانے کا معاملہ ہو تب بھی یہ درست نہیں لگتا کہ آپ ﷺ اس اہم ترین معاملے میں کل کی بات سے آج تک بے خبر ہوں۔

*۔ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ سیرتِ مصطفی ﷺ میں لکھتے ہیں:

> 'کل صبح' کو جو شخص سب سے پہلے مسجد حرام کے دروازے سے داخل ہو' اسی کو اپنا حکم بنا کر فیصلہ کرالو۔ سب نے اس رائے کو پسند کیا۔ 'صبح ہوئی' اور تمام لوگ حرم میں پہنچے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ سب سے پہلے آنے والے محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔[6]

*۔ مولانا صفی الرحمن مبارک پوری الرحیق المختوم عربی میں تو یہ لکھتے ہیں:

> واستمر النزاع أربع ليال أو خمسًا، واشتد حتى كاد يتحول إلى حرب ضروس في أرض الحرم، إلا أن أبا أمية بن المغيرة المخزومى عرض عليهم أن يحكموا فيما شجر بينهم أول داخل عليهم من باب المسجد فارتضوه، وشاء الله أن يكون ذلك رسول الله ﷺ، فلما رأوه هتفوا۔[7]

اس عبارت میں آج یا کل کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ مگر اردو ایڈیشن میں ان کو بھی وہی غلط فہمی لاحق ہوئی ہے جو دوسرے اردو سیرت نگاروں کو درپیش ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

> یہ جھگڑا چار پانچ روز تک جاری رہا اور رفتہ رفتہ اس قدر شدت اختیار کر گیا کہ معلوم ہوتا تھا سرزمینِ حرم میں سخت خون خرابہ ہو جائے گا۔ لیکن ابواُمیہ مخزومی نے یہ کہہ کر فیصلے کی ایک صورت پیدا کر دی کہ مسجد حرام کے دروازے سے 'دوسرے دن' جو سب سے پہلے داخل ہو اسے اپنے جھگڑے کا حکم مان لیں۔ لوگوں نے یہ تجویز منظور کر لی۔ اللہ کی مشیت کہ اس کے بعد سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ لوگوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو چیخ پڑے...[8]

*۔ ہمارے دور کے اردو سیرت نگاری میں ایک مشہور نام طالب الہاشمی کا ہے۔ انہوں نے بچوں کے لیے ایک مختصر اور عام فہم کتاب لکھی ہے جس کا نام ''ہمارے رسول پاک ﷺ'' ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں:

6۔ کاندھلوی، مولانا محمد ادریس، سیرتِ مصطفی ﷺ، مکتبۃ العلم، لاہور، س ن، ج ا، ص ۱۰۶۔۱۰۷، سیرۃ المصطفی ﷺ، فرید بکڈپو، دہلی، ۱۴۱۹ھ۔ ۱۹۹۹ء، ج ا، ص ۱۱۵

7۔ مبارکپوری، صفی الرحمن، الرحیق المختوم، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، الطبعۃ السادسۃ، ۱۴۲۴ھ۔ ۲۰۰۴ء، ص ۷۵

8۔ مبارک پوری، صفی الرحمن، مولانا، الرحیق المختوم، المکتبۃ السلفیۃ، لاہور، صفر ۱۴۲۳ھ۔ مئی ۲۰۰۲ء، ص ۹۳-۹۲

جو شخص 'کل صبح' سب سے پہلے کعبہ میں آئے وہی اس جھگڑے کا فیصلہ کرے۔ سب نے یہ رائے پسند کی۔ خدا کا کرنا 'دوسرے دن' جو سب سے پہلے کعبہ میں پہنچے وہ ہمارے رسولِ پاک ﷺ تھے۔ ان کو دیکھتے ہی سب پکار اُٹھے: امین آگئے، امین آگئے۔[9]

*- وزارتِ مذہبی امور حکومت پاکستان کی طرف سے ۱۹۹۸ء میں اول انعام یافتہ کتاب سید الوریٰ ﷺ کے مؤلف قاضی عبد الدائم دائم لکھتے ہیں:

'کل' سب سے پہلے جو شخص باب بنی شیبہ سے حرم میں داخل ہو، اس کو منصف تسلیم کر لو ۔ ۔۔ 'اگلی صبح' سب کی نظریں باب بنی شیبہ پر لگی تھیں ۔۔۔ آخر انتظار ختم ہوا اور ایک جوانِ رعنا بابِ بنی شیبہ سے داخل ہوا۔ اس پر نگاہ پڑتے ہی سب یک زبان پکار اُٹھے: هذا الامين رضينا، هذا محمد. یہ امین ہے ہم اس پر راضی ہیں۔ یہ محمد (ﷺ) ہے۔[10]

*- ملا واحدی دہلوی اپنی کتاب حیاتِ سرورِ کائنات ﷺ میں لکھتے ہیں:

جو شخص 'کل صبح' حرم میں سب سے پہلے دکھائی دے وہ ہمارا ثالث ہو گا اس کا فیصلہ تمام قبیلے مان لیں گے۔ 'دوسری صبح' کو اتفاقاً حضور سرورِ کائنات ﷺ سب سے پہلے تشریف لے آئے۔[11]

*- پروفیسر علامہ نور بخش توکلی سیرتِ رسول عربی ﷺ میں لکھتے ہیں:

'کل صبح' جو شخص اس مسجد کے باب بنی شیبہ سے داخل ہو وہ ثالث قرار دیا جائے۔ سب نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ 'دوسرے روز' سب سے پہلے داخل ہونے والے ہمارے آقائے نامدار ﷺ تھے۔[12]

*- علامہ سید سلیمان ندویؒ بچوں کے لیے لکھی گئی اپنی کتاب رحمتِ عالم ﷺ میں لکھتے ہیں:

'کل صبح سویرے' جو شخص سب سے پہلے کعبہ میں آئے وہی اپنی رائے سے اس جھگڑے کا فیصلہ کر دے اور اس کا جو فیصلہ ہو اس کو سب لوگ دل سے مان لیں۔ سب نے اس رائے کو پسند کیا۔ اب اللہ کا کرنا دیکھو کہ صبح سویرے جو سب سے پہلے پہنچا وہ ہمارے رسول ﷺ تھے۔[13]

*- حیاتِ محمد ﷺ از محمد حسین ہیکل کے اردو ترجمے میں اس واقعے کو یوں نقل کیا گیا ہے:

9۔ الہاشمی، طالب، ہمارے رسول پاک ﷺ، البدر پبلی کیشنز، لاہور، طبع ۲۲، فروری ۲۰۰۸ء، ص ۵۵۔

10۔ دائم، عبد الدائم، قاضی، سید الوریٰ ﷺ، برائٹ بکس، الفیصل ناشران وتاجرانِ کتب لاہور، طبع دوم، ۱۹۹۸ء، ج ۱، ص ۱۶۴

11۔ دہلوی، ملا واحدی، حیاتِ سرورِ کائنات ﷺ، نشریات لاہور، ۲۰۰۸ء، ص ۲۷

12۔ توکلی، نور بخش، پروفیسر علامہ، سیرتِ رسول عربی ﷺ، ادارہ الاویس، مزنگ چونگی، لاہور، س ن، ص ۴۲

13۔ ندوی، انیس الحسن، سید، المعروف: علامہ سید سلیمان ندویؒ، رحمتِ عالم ﷺ، فاروقی کتب خانہ، اردو بازار لاہور، س ن، ص ۲۰-۲۱۔

'کل صبح' پہلا جو شخص باب الصفا کی جانب سے کعبہ میں داخل ہو اس کا فیصلہ تسلیم کر لیا جائے۔
۔۔'دوسرے روز' صبح کے وقت سب سے پہلے باب الصفا کی راہ سے (جناب) محمد (ﷺ) تشریف لائے۔[14]

رات کی مجلس کا اشارہ کرنے والے سیرت نگار

اب تک جن سیرت نگاروں کی عبارتیں نقل کی گئی ہیں ان کے الفاظ اور انداز سے قاری صاف طور پر یہی سمجھتا ہے کہ یہ دونوں باتیں دو مختلف مجلسوں اور مختلف دنوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ بعض سیرت نگاروں نے کسی حد تک غلط فہمی کو دور کرنے کا انداز اپنایا ہے، مگر پھر بھی بات پوری طرح واضح نہیں ہو سکی ہے۔

جناب طالب الہاشمیؒ سیرت پر اپنی تفصیلی کتاب سیرتِ رحمتِ دارینﷺ میں ابواُمیہ کے قول کو ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں:

بہتر یہ ہے کہ اس جھگڑے کا فیصلہ اس شخص پر چھوڑ دو جو 'علی الصباح' مسجد حرام میں سب سے پہلے داخل ہو۔[15]

معارج النبوۃ کے مصنف ملا واعظ لکھتے ہیں:

جو شخص کل باب بنی شیبہ سے داخل ہو وہ اس جھگڑے کا فیصل ہو گا، وہ جو بھی فیصلہ کرے منظور کیا جائے گا۔ علی الصباح جمشید خورشید کے زرافشاں جھنڈوں کو اس نوپردہ نیلگوں محل پر بلند کیا۔[16]

شیخ عبد الحق، مدارج النبوۃ فارسی میں لکھتے ہیں:

آخر قرار بران افتاد کہ ہر کہ اول از در مسجد حرام برآید او را حکم سازند، ناگاہ آنحضرت درآمد، ہمہ گفتند کہ جاء الامین۔ پس ہمہ بحکم وی راضی شدند۔ آنحضرت ردائ اطہر خود را بسط فرمود و حجر اسود را درمیان نہاد۔[17]

اس کتاب کے اردو ترجمے کے الفاظ یہ ہیں:

قرار پاگیا کہ جو صبح کے وقت سب سے پہلے مسجد حرام میں داخل ہو اسے ثالث بنالیا جائے۔ حضورﷺ سب سے پہلے مسجد حرام میں داخل ہوئے۔[18]

14۔ ہیکل، محمد حسین، حیاتِ محمدﷺ، اردو ترجمہ: ابو یحییٰ امام خان، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، پنجم، ۱۹۹۰ء، ص ۱۴۱۔

15۔ الہاشمی، طالب، سیرتِ رحمتِ دارینﷺ، القمر انٹرپرائزز، لاہور، طبع اول ۲۰۰۴ء، ص ۱۲۰

16۔ واعظ، ملا معین، الکاشفی، الہروی، مولانا، معارج النبوۃ (اردو ترجمہ: مولانا حکیم محمد اصغر فاروقی) مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور، طبع اردو ۲۰۰۰ء، ج ۲، ص ۱۹۲۔۱۹۳۔

17۔ دہلوی، محدث، شیخ عبد الحق، مدارج النبوۃ، فخر المطابع، باہتمام نیاز احمد، ۱۲۷۰ھ، ج ۲، ص ۷۳۔

اصل صورتِ حال

اس صورتِ حال میں ضروری تھا کہ اصل مصادر کی طرف رجوع کیا جائے کہ اس معاملے کی حقیقی نوعیت کیا ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا کتب میں جو حوالے دیے گئے تھے ان کے مآخذ کو دیکھا۔ اس سے معلوم ہوا ہے کہ عربی عبارتوں میں پوری بات صاف صاف بیان کی گئی ہے اور اس میں آج یا کل کے دن کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا، بلکہ ان سے جو واقعہ سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ مسلسل کئی روز تک اس مسئلے کے حل کے لیے سوچ بچار اور مشورے ہوتے رہے۔ سیرتِ ابن ہشام کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مشاورتی اجلاس مسجد حرام میں رات کے وقت ہوتے تھے۔ اسی طرح کی ایک مجلس میں یہ تجویز سامنے آئی اور کہا گیا کہ اس وقت باب ابی شیبہ سے جو شخص سب سے پہلے داخل ہو گا وہ ثالث بنے گا، چنانچہ آپ ﷺ کی آمد پر سب خوش ہوئے اور پھر جب آپ ﷺ ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے صورتِ حال سے آگاہ کر دیا۔ عربی مآخذ میں 'کل' اور 'دوسرے دن' کا کوئی اشارہ نہیں ہے۔ چنانچہ عربی کے سارے بنیادی مآخذ اسی مفہوم پر دلالت کرتے ہیں۔

سیرت النبی ﷺ پر مولانا سید سلیمان ندوی کی تعلیق میں ایک حوالہ مسند طیالسی کا درج ہے۔ ابو داؤد طیالسی کی مسند میں تو یہ عبارت نہ مل سکی۔ دوسرا حوالہ المستدرک علی الصحیحین للحاکم کا ہے۔ اس میں عبداللہ بن السائبؓ کی حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

اجعلوا بينكم أول رجل يدخل من الباب فدخل رسول الله صلى الله عليه و سلم[19]

اپنے درمیان اس شخص کو [ثالث] مقرر کر لو جو سب سے پہلے دروازے سے داخل ہو۔ تب رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے۔

اس روایت پر امام حاکم نے یہ تبصرہ کیا ہے کہ یہ حدیث امام مسلم کی شرطوں کے مطابق صحیح ہے، مگر شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔ اس کی تائید کرنے والی ایک اور روایت بھی ان کی شرطوں کے مطابق صحیح ہے۔ امام ذہبیؒ نے اس تبصرے پر سکوت اختیار کیا ہے، جو حدیث کی صحت کی دلیل ہے۔

18۔ دہلوی، محدث، شیخ عبد الحق، مدارج النبوۃ (اردو ترجمہ: مفتی سید غلام معین الدین نعیمی)، شبیر برادرز لاہور، جولائی ۲۰۰۴ء، ج ۲، ص ۷۴

19۔ النیسابوری، حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء، ۶۲۸/۱، رقم الحدیث ۱۶۸۳۔

اس حدیث کے الفاظ ایسے ہیں کہ دوسرے دن یا کل کے الفاظ پر دلالت کرنے والا کوئی لفظ تو نہیں ہے، مگر اس کی تردید کا کوئی اشارہ بھی نہیں ہے۔ چنانچہ اگر کوئی عبارت کی تقدیر سے دوسرے دن کا مفہوم نکالنا چاہے تو اس کی گنجایش بھی موجود ہے۔ اس کے مقابلے میں ابن اسحاق کے الفاظ سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی آمد اسی مجلس میں ہوئی تھی، جس میں تجویز سامنے آئی تھی۔ چنانچہ سیرت ابن ہشام میں اس واقعے کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

"یا معشر قریش اجعلوا بینکم فیما تختلفون فیه أول من یدخل من باب هذا المسجد یقضي بینکم فیه" ففعلوا. فکان أول داخل علیهم رسول الله ﷺ.[20] اے قریشیو! تمہارے درمیان جس بات پر اختلاف ہوا ہے اس پر اس شخص کو (ثالث) مقرر کرو جو سب سے پہلے اس مسجد کے دروازے سے داخل ہو۔ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ پہلا شخص جو (اس دروازے سے) داخل ہوا وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔

علامہ ابن کثیرؒ نے بھی قریب قریب انہی الفاظ میں اس واقعے کو نقل کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

یا معشر قریش اجعلوا بینکم فیما تختلفون فیه أول من یدخل من باب هذا المسجد یقضی بینکم فیه، ففعلوا. فکان أول داخل دخل رسول الله ﷺ.[21] اے قریشیو! جس معاملے میں تمھارے درمیان اختلاف ہوا ہے اس کے بارے میں اس شخص کو اپنے درمیان (ثالث) بناؤ جو مسجد کے اس دروازے سے سب سے پہلے داخل ہو، وہ اس معاملے میں تمھارے درمیان فیصلہ کرے گا۔ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ پہلا شخص جو داخل ہوا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

علامہ ابن سعد الطبقات میں لکھتے ہیں:

ثُمَّ جَعَلُوا بَيْنَهُمْ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ مِنْ بَابِ بَنِي شَيْبَةَ فَيَكُونُ هُوَ الَّذِي يَضَعُهُ . وَقَالُوا : رَضِينَا وَسَلَّمْنَا فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَ مَنْ دَخَلَ مِنْ بَابِ بَنِي شَيْبَةَ۔[22] پھر انہوں نے آپس میں طے کیا کہ جو شخص سب سے پہلے باب بنی شیبہ سے داخل ہوگا

20۔ ابن ہشام، السیرة النبویة، حققها وضبطها وشرحها ووضع فہارسہا: مصطفی السقا (الاستاذ بکلیة الآداب، جامعة القاہرة، ابراہیم الابیاری، مدیر ادارة احیاء التراث القدیم، عبد الحفیظ شلبی، مدیر المکتبات الفرعیة، بدار الکتب المصریة، مطبع ندارد، سنة ندارد، ج ۱، ص ۱۹۷

21۔ ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل، الامام، السیرة النبویة، تحقیق: مصطفی عبد الواحد، دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت، ۱۳۹۶ھ۔ ۱۹۷۱ء، ج ۱، ص ۲۸۰

22۔ ابن سعد، محمد، أبو عبد اللہ البصري، الطبقات، تحقیق: إحسان عباس، دار صادر، بیروت، طبع اول، ۱۹۶۸ء، ج ۱، ص ۱۴۶

وہی حجر اسود کو رکھے گا۔انہوں نے کہا کہ ہم اس پر راضی ہیں اور ہمیں تسلیم ہے۔ چنانچہ بنی شیبہ کے دروازے سے پہلا شخص جو داخل ہوا، وہ آپ ﷺ ہی تھے۔

اس میں ابن ہشام اور ابن کثیر کی عبارت سے اتنا اختلاف ہے کہ یہاں پہلے داخل ہونے والے شخص کو حجر اسود 'رکھنے' کا اختیار دینے کی بات کی گئی ہے، جبکہ وہاں اسے ثالث مقرر کرنے کی بات کی گئی تھی۔اور لفظ رضینا ابن ہشام اور ابن کثیر کی روایت میں آپؐ کی آمد کے بعد کہا گیا تھا، جب کہ یہاں آپؐ کی آمد سے پہلے کہا گیا ہے۔

غلط فہمی رفع کرنے والے اردو سیرت نگار

اردو میں بھی بعض سیرت نگاروں نے واقعے کو اپنے صحیح تناظر میں بالکل واضح انداز میں نقل کیا ہے جس سے کسی غلط فہمی کا امکان نہیں رہتا۔اس سلسلے میں چند حوالے پیش خدمت ہیں۔

*۔مولانا مفتی محمد شفیعؒ، سیرت خاتم الانبیاء ﷺ میں لکھتے ہیں:

> طے ہوا کہ جو شخص سب سے پہلے مسجد کے اس دروازہ میں داخل ہو وہ تمہارے معاملے کا فیصلہ کرے اور اس کے حکم کو ہر شخص دستِ قدرت کا فیصلہ سمجھ کر تسلیم کرے۔خدا کی قدرت کہ سب سے پہلے نبی کریم ﷺ اس دروازے سے داخل ہوئے۔[23]

*۔مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، سیرتِ سرورِ عالم ﷺ میں لکھتے ہیں:

> ''اے قریش کے لوگو! اپنے اس اختلاف کا فیصلہ کرنے کے لیے اس بات پر اتفاق کر لو کہ سب سے پہلے جو شخص اس مسجد کے دروازے سے داخل ہو وہ اس کا فیصلہ کر دے۔''۔۔۔اب خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ سب سے پہلے داخل ہونے والے رسول اللہ ﷺ تھے۔[24]

*۔قاضی محمد سلیمان سلمان منصورپوریؒ، رحمۃ للعالمین ﷺ میں لکھتے ہیں:

> قرار دیا گیا کہ جو کوئی 'اب' سب سے پہلے حرم میں آئے گا وہی سب کا حکم سمجھا جائے گا۔ اتفاقاً آنحضرت ﷺ تشریف لے آئے ۔[25]

*۔ڈاکٹر محمد حمید اللہ، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی میں رقم طراز ہیں:

23۔ مفتی محمد شفیع، مولانا، سیرت خاتم الانبیاء ﷺ، مکتبۃ العلم، لاہور، س ن، ص ۶۲-۶۱

24۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، مولانا، سیرتِ سرورِ عالم ﷺ، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، طبع چہارم، ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ۔فروری ۱۹۸۳ء، ج ۲، ص ۱۲۲

25۔ منصور پوری، محمد سلیمان سلمان، قاضی، رحمۃ للعالمین ﷺ، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، س ن، ج ۱، ص ۴۴، ادارہ معارفِ اسلامی، لاہور، طبع اول ۲۰۱۱ء، ج ۱، ص ۴۶

'اب' جو شخص اس راستے سے سب سے پہلے آئے اس کو ثالث بنالو۔" اتفاق سے آنحضرت ﷺ آتے نظر آئے۔ [26]

*-علامہ ابوالحسن علی ندویؒ اپنی تالیف نبی رحمت ﷺ میں لکھتے ہیں:

> جو شخص مسجد حرام میں سب سے پہلے داخل ہوگا وہ اس بات کا فیصلہ کرے گا۔ چنانچہ سب سے پہلے مسجد حرام کے دروازہ سے رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے۔ [27]

*-ڈاکٹر خالد مسعود اپنی کتاب حیاتِ رسولِ اُمی ﷺ میں لکھتے ہیں:

> مسجد حرام کے باب بنوشیبہ سے جو قرشی سب سے پہلے داخل ہو اس کو ثالث مان کر فیصلہ اس پر چھوڑ دیا جائے اور تمام لوگ اس کو قبول کریں۔۔۔اس دروازے سے جو پہلا شخص مسجد میں داخل ہوا وہ حضرت محمد ﷺ تھے۔ [28]

*-حافظ محمد ادریس کی نئی تالیف 'رسولِ رحمت ﷺ مکہ کی وادیوں میں' ہے۔ اس میں اس واقعے کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> سب نے قرارداد منظور کی کہ دیکھو باب بنی شیبہ سے سب سے پہلے کون شخص اندر آتا ہے۔ وہ جو بھی ہو اسی کو حکم مان لیا جائے۔ اب سب لوگ بڑے تجسس اور شوق سے باب بنی شیبہ کی طرف دیکھنے لگے۔ سب سے پہلے جو شخص نمودار ہوئے وہ سید الاولین والآخرین محمد بن عبد اللہ علیہ الصلاۃ والسلام تھے۔ [29]

خلاصۂ بحث

اس پوری بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ تعمیر کعبہ کے سلسلے میں قریش کے درمیان جو مشاورتی اجلاسیں ہوتی تھیں، ان کا احوال نقل کرتے ہوئے بعض اردو سیرت نگاروں کے الفاظ سے یہ شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ ثالثی کی تجویز ایک دن پیش ہوئی اور پھر مجلس کو برخاست کرکے اگلے دن صبح کا انتظار کرنے پر جب وہ کعبہ میں آئے تو آپ ﷺ وہاں موجود پایا، مگر عربی ماٰخذ سے اس کی تائید نہیں ہوتی، البتہ بعض اردو سیرت نگاروں نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ یہ ایک ہی مجلس کی

---

[26]۔ حمید اللہ، محمد، ڈاکٹر، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، دارالاشاعت کراچی، جنوری ۱۹۸۰ء، ص ۷۰۔

[27]۔ ندوی، ابوالحسن علی، مولانا، نبی رحمت ﷺ، (عربی سے ترجمہ: مولوی سید محمد الحسنی)، مجلس نشریات اسلام، کراچی، س ن۔ ص ۱۳۷

[28]۔ خالد مسعود، حیاتِ رسولِ اُمی ﷺ، دارالتذکیر لاہور، طبع دوم دسمبر ۲۰۰۳ء، ص ۸۹۔

[29]۔ محمد ادریس، حافظ، رسولِ رحمت ﷺ مکہ کی وادیوں میں، ادارہ معارفِ اسلامی، منصورہ لاہور، اشاعت اول، اکتوبر ۲۰۱۷ء، ج ۱، ص ۲۶۲۔۲۶۳۔

بات ہے۔ بعض بنیادی مآخذ سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ یہ مشاورتیں رات کے وقت ہوا کرتی تھیں۔ انہی مجالس میں سے ایک مجلس میں یہ بات سامنے آئی۔ چنانچہ صراحت تو کسی جگہ بھی نہیں ہے مگر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ مجلس صبح تک جاری رہی ہوگی اور صبح آپ ﷺ نمودار ہوئے تو لوگوں نے خوشی سے نعرہ لگایا ہوگا۔ یوں ایک بڑی خوں ریز لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی جو آپ ﷺ کی دوراندیشی اور معاملہ فہمی کی ایک روشن دلیل ہے۔